شرح الشمائل المحمدیہ میں خصائل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(مولانا محمد زکریا کاندھلوی کا منہج واسلوب)

شاہ معین الدین ہاشمی*

شمائل شمال کی جمع ہے لغت میں شمائل کسی آدمی کے اخلاق اور محاسن کو کہا جاتا ہے۔ محدثین کی اصطلاح میں شمائل کا لفظ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق و محاسن کے تذکرہ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔(۱)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق و محاسن کا تذکرہ حضرات صحابہ کرام کی دلچسپی کا موضوع تھا صحابہ کرام میں بالخصوص سیدہ عائشہؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ہند بن ابی ہالہؓ، ام ھانیؓ، حضرت انس بن مالکؓ شمائل نبوی کا کثرت سے ذکر فرماتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ محدثین نے کتب حدیث میں شمائل کے موضوع پر صحابہؓ کرام کی روایات کی بنیاد پر الگ سے باب قائم کیے ہیں۔

سیرت نگاروں نے شمائل کے موضوع کو سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بنیادی موضوعات (Core Subjects) میں شامل کیا ہے چنانچہ اسلام کے ابتدائی دور سے آج تک اس موضوع پر کتب کی تصنیف وتالیف کا سلسلہ جاری ہے۔ شمائل نبوی سے متعلق چند اہم کتب حسب ذیل ہیں:

- صفة النبی ﷺ، مؤلف، وہب بن وہب الاسدی، ابوالبختری (م۲۰۰ھ)۔ (اس کتاب کو اس موضوع کی پہلی باقاعدہ تصنیف سمجھا جاتا ہے)
- صفة النبی ﷺ، مؤلف ابوالحسن علی بن محمد المدائنی، (م۲۲۴ھ)
- شرف المصطفیٰ ﷺ، مؤلف، ابوسعید عبداللہ بن محمد نیشاپوری (م۴۰۶ھ)
- شمائل النبی ﷺ، مؤلف، ابوالعباس المستغفری (م۴۳۶ھ)
- الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، مؤلف: قاضی عیاض مالکی (۵۴۴ھ)
- شمائل الرسول ﷺ، مؤلف: حافظ ابن کثیر (م۷۷۴ھ)
- وسائل الوصول الی شمائل الرسول ﷺ، مؤلف: یوسف النبہانی (م۱۳۵۰ھ)
- شمائل الرسول ﷺ، مؤلف: احمد بن عبدالفتاح زواوی۔
- الشمائل المحمدیة، مؤلف: امام محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ (م۲۷۹ھ)

برصغیر میں کتب شمائل:

برصغیر پاک وھند میں جہاں سیرت کے دوسرے موضوعات پر لکھا گیا وہاں شمائل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر الگ سے کتب، رسالے اور مضامین تحریر کیے گئے ہیں۔ اس موضوع پر برصغیر میں شیخ عبدالوھاب بخاری کی شمائل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، برہان پوری کا رسالہ شمائل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، عبداللہ سلطان پوری کی شرح شمائل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی آداب لباس، مطلع الانوار، قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی فارسی میں "حلیہ شریف"، ڈاکٹر عبدالحئی عارفی کی "اِسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ حدیث وسیرت، کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

معروف و متداول ہیں۔

برصغیر میں شمائل ترمذی کے کئی ترجمے، خلاصے اور شروح بھی تحریر کی گئیں ہیں۔ مثلاً سلام اللہ محدث رامپوری نے شمائل النبی ﷺ کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ عبدالرحیم صفی پوری نے نورالایمان، کرامت علی جون پوری نے ترجمہ شمائل النبی ﷺ، مولانا ثناء اللہ امر تسری نے خصائص النبی ﷺ کے نام سے شمائل کا مختصر ترجمہ/خلاصہ تحریر کیا ہے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی نے شمائل ترمذی کا اردو ترجمہ اور شرح تحریر کی۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی

مولانا محمد زکریا (۱۴۰۲ھ) میں ہندوستان کے صوبہ یوپی میں سہارنپور کے قریب قصبہ کاندھلہ میں پیدا ہوئے۔(۲) آپ کے والد مولانا محمد یحیٰ دینی علوم کے بڑے عالم تھے۔ مولانا زکریا نے اکثر دینی کتب اپنے والد سے پڑھیں۔(۳) اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور سے تدریس کی ابتدا کی۔(٤) تدریس کے دورانیہ میں ابتدائی چند برسوں کے علاوہ زیادہ تر حدیث کی تدریس میں ہی مشغول رہے۔(٥)

آپ کے شاگردوں میں، مولانا اکبر علی، مولانا خلیل الرحمان مظاہری، مولانا عاشق الٰہی بلند شہری، مولانا سید محمد ثانی حسنی ندوی، مولانا سید محمد رابع حسنی معروف ہیں۔(٦)

مولانا زکریا نے آپ بیتی میں اپنی اسی سے زائد کتب کا ذکر کیا ہے۔ آپ کی کتب میں اوجزالمسالک الیٰ موطا امام مالک، تقریر مشکواۃ حواشی بذل المجھود، تطویب تاویل مختلف الحدیث لابن قتیبہ، حواشی ہدایہ، اختلاف الائمہ، اکابر علماء دیوبند، تقریر بخاری، الکواکب الدری علی جامع الترمذی، لامع الدراری علی جامع البخاری، خصائل نبوی اردو ترجمہ شمائل ترمذی معروف ہیں۔

شمائل ترمذی مع اردو شرح خصائل نبوی

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نے شمائل ترمذی(۷) کا اردو ترجمہ اور مختصر شرح تحریر کی جس کو برصغیر پاک و ہند میں بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ مولانا زکریا نے شمائل ترمذی کی ترتیب کے مطابق اپنی کتاب کے باب قائم کیے ہیں اور ہر ایک باب کے ترجمۃ الباب کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے۔

عربی حاشیہ

خصائل نبوی شرح شمائل محمدیہ (شمائل ترمذی) اردو اور عربی کے دو مفید حواشی کے ساتھ مرتب کی گئی ہے۔ اردو حاشیہ و ترجمہ قدرے مفصل جبکہ عربی حواشی مختصر تحریر کیے گئے ہیں(۸)۔ عربی حواشی میں شرح غریب الحدیث، حل لغات، نحوی تراکیب، رواۃ حدیث کے حالات اور جرح و تعدیل سے متعلق امور کی وضاحت کی گئی ہے۔ عربی حاشیہ کی ایک اہم خصوصیت تخریج حدیث اور حدیث کے حکم/صحت و ضعف کی وضاحت بھی ہے(۹)۔ علاوہ ازیں عربی حاشیہ میں ضبط کلمات اور شمائل کے نسخوں کے مابین تقابل و ترجیح کا پہلو بہت اہم ہے۔

مثلاً حضور اقدس ﷺ کے "صفت خبز" کے باب میں "النقی یعنی الحواری" کی وضاحت کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ فارسی میں نقی میدہ کو کہتے ہیں، اسی طرح "الحواری" کو راوی کا ادراج قرار دیتے ہیں اور اس کی وضاحت کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں اسی حدیث میں لفظ "مناخل" کی مفصل وضاحت کرتے ہیں(۱۰)۔

مؤلف عربی حاشیہ کے اندر شمائل کے مختلف نسخوں میں وارد مختلف الفاظ کا تقابل/موازنہ بھی کرتے ہیں(۱۱)۔ علاوہ ازیں مؤلف شمائل کے شرح و حواشی سے تائیدی عبارات بھی نقل کرتے ہیں۔ اکثر بیشتر ملا علی قاری اور حاشیہ

البیجوری سے استفادہ کرتے ہیں(۱۲)۔ شیخ الحدیث صاحب عربی حاشیہ میں بقدر ضرورت حدیث کی تخریج، حدیث کا حکم اور اصطلاحات الحدیث کی وضاحت فرماتے ہیں(۱۳)۔

شمائل ترمذی کا اردو ترجمہ:

شیخ الحدیث صاحب نے کتاب کے ترجمہ کے لئے لفظی ترجمہ کی پابندی نہیں کی تاکہ عبارت کا صحیح مفہوم، فصاحت و بلاغت اور حسن کلام واضح ہو اور ترجمہ سے مقصود کلام کو سمجھنے میں بھی آسانی ہو۔ اس لئے مطلب خیز مگر عام فہم ترجمہ کیا ہے تاکہ عوام وخواص سب اس سے مستفید ہو سکیں۔ مثلاً حضرت براء بن عازبؓ کی روایت «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رجلا مَرْبُوعًا، بَعِيدَ مَا بَيْنَ الْمِنْكَبَيْنِ، وَكَانَتْ جُمَّتُهُ تَضْرِبُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ»(۱۴) کے ترجمہ میں " مَرْبُوعًا "، " بَعِيدَ مَا بَيْنَ الْمِنْكَبَيْنِ " وغیرہ کا لفظی ترجمہ نہیں کیا بلکہ روایت کا ترجمہ یوں کیا ہے " حضور اقدس ﷺ متوسط القامہ تھے۔ آپ کے دونوں شانوں کا درمیانہ حصہ وسیع تھا۔ آپ کے بال کانوں کی لوتک ہوتے تھے "۔ اسی طرح حضرت ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت جس کے مطابق نبی ﷺ سے لوگوں نے عرض کیا " يَا رَسُولَ اللَّهِ، نَرَاكَ قَدْ شِبْتَ، قَالَ: «قَدْ شَيَّبَتْنِي هُودٌ وَأَخَوَاتُهَا»(یارسول اللہ ﷺ آپ پر کچھ ضعف وغیرہ اثر بڑھاپے کا محسوس ہونے لگا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے سورہ ہود جیسی سورتوں نے ضعیف کردیا۔)

مشکل الفاظ کا حل

مولانا زکریا مشکل الفاظ کا دو طرح سے حل ذکر کرتے ہیں، ایک عربی حاشیہ کے اندر اور دوسرا اردو میں ترجمہ کے دوران قوسین لگا کر بعض مشکل عربی عبارتوں یا مرکبات کی صرفی نحوی ترکیب بھی کرتے ہیں۔ پھر تائید معنی کے لئے متقدمین کی رائے بھی ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً باب ما جاء فی خلق رسول اللہ ﷺ کی پہلی روایت میں " ولا بالآدم " کی شرح میں حاشیہ میں لکھتے ہیں " اصله آدم بهمزتين على وزن افعل ابدلت الثانية الفا اى شديدا الادامة اى السمرة فا المنفي الشدة فلا ينافي اثبات السمرة فى الخبر الآتى ومما يؤيد ذالک رواية البيهقي كان ابيض بياضه الى السمرة(۱۵)

ترجمہ میں قوسین کے درمیان مفہوم یا ترجمہ کی تسہیل بھی کرتے ہیں اگرچہ اس سے عبارت کی روانی میں فرق پڑتا ہے مگر عام قارئین کے لئے مفہوم سمجھنے میں آسانی رہتی ہے۔ مثلاً باب مذکورہ کی پہلی حدیث میں نبی ﷺ کے طویل القامتی کے ذکر میں " ليس بالطويل البائن ولا بالقصير " کے ترجمہ کی وضاحت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نہ بہت لانبے قد کے تھے نہ پستہ قد (جس کو ٹھگنا کہتے ہیں بلکہ آپ ﷺ کا قد مبارک درمیانہ تھا۔) (۱۶) اسی طرح ترجمہ کی تائید اور مفہوم کی وضاحت میں بعض مرتبہ کسی دوسری روایت کا مفہوم بھی ذکر کرتے ہیں مثلاً مذکورہ باب کی پہلی حدیث میں " ولا بالابيض الامهق ولا بالآدم " کے ترجمہ " اور نیز رنگ کے اعتبار سے نہ بالکل سفید تھے چونہ کی طرح، نہ بالکل گندم گوں کہ سانولہ پن آجائے " اس ترجمہ کے بعد قوسین میں ایک صحابی کے بیان سے وضاحت فرماتے ہیں (بلکہ چودھویں رات کے چاند سے زیادہ روشن پرنور اور کچھ ملاحت لیے ہوئے تھے۔) ۔(۱۷)

شیخ الحدیث صاحب ترجمہ کو عام فہم اور مربوط کرنے کے لئے بعض اوقات دوران ترجمہ، قوسین میں اضافی عبارت بھی ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً آپ ﷺ کی خود سے متعلق حدیث(عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ مِغْفَرٌ، فَقِيلَ لَهُ: هَذَا ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ: «اقْتُلُوهُ») (۱۸) کا ترجمہ کچھ اس طرح کیا ہے۔

"حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور اقدس ﷺ فتح مکہ کے دن جب شہر میں داخل ہوئے تو آپ کے سر مبارک پر خود تھی (حضور ﷺ جب خود اتار چکے اور اطمینان ہو گیا تو) کسی نے آکر عرض کیا یارسول اللہ! یہ ابن خطل کعبہ کا پردہ پکڑے ہوئے ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اسے قتل کردو"۔

اسی طرح آپ ﷺ کے چلنے سے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیان «كَانَ إِذَا مَشَى تَقَلَّعَ كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ» کا ترجمہ اس طرح کیا ہے۔

"جب آپ چلتے تھے تو ہمت اور قوت سے پاؤں اٹھاتے (عورتوں کی طرح پاؤں زمین پر گھسیٹ کر نہیں چلتے تھے۔ چلنے میں تیزی اور قوت کے لحاظ سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ) گویا اونچائی سے اتر رہے ہوں" (۱۹)۔

شرح حدیث / فوائد کا ذکر

شیخ الحدیثؒ صاحب نے ترجمہ کے ساتھ ساتھ حدیث کی شرح وتوضیح بھی کی ہے۔ تشریحات وتوضیحات کو متعلقہ حدیث کے آخر میں فائدے کے عنوان (بعلامت "ف") سے ذکر کیا ہے۔ یہ فوائد ہمہ جہت افادیت کے حامل ہیں۔ ان فوائد میں راویوں کے حالات، استنباط حدیث، شرح غریب الحدیث، فقہی ابحاث، متعارض احادیث میں تطبیق اور دیگر علمی وادبی نکات بیان کیے گئے ہیں۔ مثلاً:

۱. آپ ﷺ کے سرمہ لگانے کے حوالے سے قائم کردہ باب میں حدیث (حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ خَيْرَ أَكْحَالِكُمُ الْإِثْمِدُ، يَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ» نقل کرنے کے بعد شیخ الحدیث صاحب فرماتے ہیں "اس حدیث کے راویوں میں بشر بن مفضل کے متعلق علماء نے لکھا ہے کہ ان کا معمول چار سو رکعات نفل روزانہ پڑھنے کا تھا اور ایک دن افطار اور ایک دن روزہ، یہ دائمی معمول تھا" (۲۰)۔

۲. آپ ﷺ کے تلوار کا ذکر کرنے کے بعد فائدے میں فرماتے ہیں "۔ بنو حنیفہ عرب کا ایک قبیلہ ہے جو تلواروں کے عمدہ بنانے میں بہت مشہور ہے۔ یہ سب لوگ یکے بعد دیگرے حضور اقدس ﷺ کے اتباع میں ویسے ہی تلوار بناتے رہے" (۲۱)۔

۳. آپ ﷺ کے رومی جبہ استعمال کرنے کے حوالے سے حدیث نقل کرنے کے بعد فائدہ کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ "یہ غزوہ تبوک کا واقعہ ہے۔ علماء نے ایسی ہی احادیث سے استنباط فرمایا ہے کہ کفار کی بنائی ہوئی چیزیں ناپاک نہیں ہوتیں جب تک کہ کسی خارجی طریقے سے ان کے ناپاک ہونے کا یقین نہ ہو۔ اس لئے کہ روم میں اس وقت تک لوگ مسلمان نہیں ہوئے تھے ان کے بنے ہوئے کپڑے حضور اکرم ﷺ نے زیب تن فرمائے تھے" (۲۲)۔

احادیث کی باب سے مناسبت کی وضاحت

شیخ الحدیث صاحب نے ایسی احادیث کی باب کے ساتھ مناسبت کو واضح کیا ہے جن کی مناسبت باب کے ساتھ خفی تھی۔ مثلاً آپ ﷺ کے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے حوالے سے قائم کردہ باب میں ایک حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں "یہ حدیث «كَانَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ يَتَخَتَّمَانِ فِي يَسَارِهِمَا» امام ترمذی کے باب کے عنوان (بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ) کے خلاف ہو گئی اس لئے کہ باب داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا منعقد فرمایا تھا۔ اس کی توجیہ یہ کی جاسکتی ہے کہ مقصود اس قسم کی روایات سے جب کہ اس باب میں بہت سی روایات اس کے خلاف ہیں اشارہ اس کے ضعف کی طرف ہے" (۲۳)۔

حدیث میں تطبیق / رفع تعارض

شیخ الحدیث صاحب فوائد کے دوران احادیث میں تطبیق کا ذکر بھی کرتے ہیں اور ایسی توضیحات و توجیہات بیان کرتے ہیں کہ متعارض احادیث کے درمیان رفع تعارض ہو جائے۔ مثلاً

۱۔ نبی اکرم ﷺ کی عمر مبارک، مکہ اور مدینہ میں رہنے کی مدت سے متعلق حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں وارد "فاقام بمكة عشر سنين وبا لمدينة عشر سنين" کی وضاحت کرتے ہیں کہ "یہ روایت ان سب روایتوں کے خلاف ہے جن میں حضورؐ کا مکہ میں قیام تیرہ برس بتلایا گیا ہے اور تریسٹھ سال عمر ذکر کی گئی ہے" (۲۴)۔

دوسری توجیہ یہ کی جاتی ہے کی عموماً اعداد میں کسر کو شمار نہیں کیا جاتا اسی بنا پر حضرت انس کی روایت میں دونوں جگہ دہائیاں ذکر کر دیں اور کسر کو چھوڑ دیا اور پینسٹھ سال والی روایات میں سنہ ولادت اور سنہ وفات کو مستقل شمار کیا گیا۔ غرض سب روایات کا حاصل ایک ہی ہے اور چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف اصح قول کے موافق تریسٹھ سال کی ہوئی اس لئے باقی روایات کو بھی اسی طرف راجع کیا جاوے گا(۲۵)۔

۲۔ حضرت براء بن عازبؓ کی روایت میں بال مبارک کا ذکر ہے کہ حضور ﷺ کے بال مونڈھوں تک آرہے تھے۔ فائدہ میں لکھتے ہیں کہ "حضورؐ کے بالوں کے بارے میں یہ روایت پہلی روایت (الي شحمة اذنيه) سے مختلف ہو گئی کہ اس میں کان کی لو تک ذکر کیا تھا۔ لیکن حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں اس لئے کہ بال ایک ہی حالت پر نہیں رہا کرتے کبھی کم ہوتے ہیں کبھی زیادہ ہو جاتے ہیں اور قصداً بھی کم کیے جاتے ہیں کبھی بڑھائے جاتے ہیں" (۲۶)۔

۳۔ آپ ﷺ کے خضاب لگانے کے حوالے سے احادیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں "حضور اقدس ﷺ کے خضاب کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں جیسا کہ مفصل گزر چکا ہے لیکن اس روایت (عَنْ أَنَسٍ قَالَ: «رَأَيْتُ شَعْرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخْضُوبًا») میں ایک خاص اشکال ہے وہ یہ کہ اس سے پہلے باب کی سب سے پہلی حدیث (عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: هَلْ خَضَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: «لَمْ يَبْلُغْ ذَلِكَ، إِنَّمَا كَانَ شَيْبًا فِي صُدْغَيْهِ» وَلَكِنْ أَبُو بَكْرٍ، خَضَبَ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ ") میں خود حضرت انسؓ سے خضاب کی نفی مذکور ہو چکی ہے لیکن دونوں روایتیں اگر صحیح مان لی جائیں تو مختلف اوقات پر محمول ہو سکتی ہیں" (۲۷)۔

۴۔ باب ما جاء في ضحك رسول الله صلي الله عليه وسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کہ "جب بھی حضور اقدس ﷺ مجھے دیکھتے تبسم فرماتے یعنی خندہ پیشانی سے مسکراتے ہوئے ملتے تھے" (۲۸) جبکہ روایت هند بن ابی ہالہ میں ہے "کہ رسول اللہ ﷺ اکثر غموم و فکر میں رہتے تھے۔ (۲۹) شیخ زکریا دونوں روایتوں میں تطبیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "یہ بظاہر اس کے منافی ہے اس لئے اس حدیث (پہلی روایت) کی دو توجیہیں کی گئیں ایک تو یہ کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کا تبسم (کھل کر) ہنسنے سے زیادہ ہوتا تھا دوسری توجیہ یہ کی جاتی ہے کہ حضور اقدس ﷺ باوجود طبعی غموم کے صحابہ کی دلداری وانبساط کے خیال سے خندہ پیشاں اور تبسم فرماتے ہوئے پیش آتے تھے"۔ آپ مزید لکھتے ہیں کہ "پہلی حدیث سے کوئی تعارض نہیں ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کسی رنج و فکر میں مبتلا ہوتا ہے لیکن دوسروں کی دلداری یا ضرورت سے اس کو خندہ پیشانی سے ملنے کی نوبت آتی ہے"۔ (۳۰)

فقہ الحدیث

شیخ الحدیث صاحب نے کہیں کہیں فقہی مسائل پر بھی بحث کی ہے لیکن طوالت کی بجائے اختصار سے کام لیا ہے۔ اختلاف مذاہب کا مختصر ذکر کرنے کے بعد بعض اوقات حنفی مسلک کے دلائل کو واضح کرتے ہیں اور ترجیح دیتے ہیں۔ مثلاً

۱۔ آپ ﷺ کی انگوٹھی کے حوالے سے احادیث ذکر کرنے کے بعد فائدے میں فرماتے ہیں "سونا ابتداء اسلام میں مردوں کے لئے جائز تھا پھر مردوں کے لئے حرام ہوگیا۔ اس کی حرمت پر جمہور کا اتفاق ہے۔ امام نوویؒ نے اس کی حرمت پر اجماع نقل کیا ہے۔(۳۱)۔

۲۔ آپ ﷺ کے خفین کے بارے میں احادیث ذکر کرنے کے بعد فائدے میں فرماتے ہیں "اس روایت (قَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ: «أَهْدَى دِحْيَةُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُفَّيْنِ، فَلَبِسَهُمَا» . وَقَالَ إِسْرَائِيلُ: عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عَامِرٍ «وَجُبَّةً فَلَبِسَهُمَا حَتَّى تَخَرَّقَا» لَا يَدْرِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذَكِيٌّ هُمَا أَمْ لَا) کے اخیر لفظ سے حنفیہؒ کے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ دباغت کے بعد مذبوح اور غیر مذبوح کی کھال دونوں استعمال کرنی جائز ہیں۔ بعض ائمہ کا اس میں اختلاف ہے جس کی بحث کتب فقہ سے تعلق رکھتی ہے''(۳۲)۔

۳۔ علاوہ ازیں مؤلف نے لباس کے باب میں ریشم کی ممانعت،(۳۳)صفة أدام رسول الله صلي الله عليه وسلم کے باب میں مرغی کے گوشت کی کراہیت کا مسئلہ،تدفین میت سے متعلق متنوع مسائل(۳۴)اورمیراث رسول الله صلي الله علي وسلم کے باب میں وراثت نبوی سے متعلق فقہی مسائل کو تفصیل سے ذکر کیا ہے۔(۳۵)

احادیث کی اشاری شرح

شیخ الحدیث صاحب نے ظاہری شرح وتوضیح کے ساتھ ساتھ کئی مقامات پر حدیث کی اشاری شرح کا اہتمام بھی کیا ہے۔ مثلا:

۱۔ رسول اللہ ﷺ کے قد مبارک سے متعلق مذکور روایتوں (حضور ﷺ جب کسی جماعت میں کھڑے ہوتے تو سب سے زیادہ بلند نظر آتے تھے)کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ "یہ درازی قد کی وجہ سے نہ تھا بلکہ معجزہ کے طور پر تھا تاکہ حضورؐ سے جیسا کمالات معنویہ میں کوئی بلند مرتبہ نہیں اسی طرح صورت ظاہری میں بھی کوئی بلند محسوس نہ ہو"۔(۳۶)

۲۔ حضور ﷺ کے مبارک تبسم کے ذکر میں دو مختلف روایتوں کو بیان کرتے ہیں:

(i) رسول اللہ ﷺ اکثر غموم وفکر میں رہتے تھے(۳۷)۔

(ii) حضور ﷺ سے زیادہ تبسم کرنے والا نہیں دیکھا(۳۸)۔

مذکورہ روایتوں کی اشاری شرح فرماتے ہیں کہ "اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کسی رنج وفکر میں مبتلا ہوتا ہے لیکن دوسروں کی دلداری یا ضرورت سے اس کو خندہ پیشانی سے ملنے کی نوبت پیش آتی ہے۔ جو لوگ دل میں عشق کی چوٹ کھائے ہوتے ہیں ان کو اس کا تجربہ بہت ہوتا ہے"(۳۹)۔

۳۔ رسولِ اکرمؐ کے مزاح کے باب میں صحابی رسول زاہر رضی اللہ عنہ کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے جس میں رسولِ اکرمؐ نے انہیں خاموشی کے ساتھ آکر پیچھے سے بازوؤں میں بھر لیا تھا اور فرمایا کہ "کون ہے جو اس غلام کو خریدے"؟(۴۰)

شیخ الحدیث صاحب آپ ﷺ کے اس عمل کی اشاری شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "حضور اقدس ﷺ کا پیچھے سے تشریف لاکر کولی بھر لینا اور آنکھوں پر ہاتھ رکھ لینا تو مزاح تھا ہی، یہ ارشاد بھی مزاح ہی تھا کہ اس غلام کا کوئی خریدار ہے اس لئے کہ حضرت زاہر غلام نہ تھے آزاد تھے مگر حضور ﷺ کا یہ ارشاد بطور فرض اور تشبیہ کے تھا۔ بعض شراح نے لکھا ہے کہ یہ حدیث صورت میں مزاح ہے لیکن حقیقت کے اعتبار سے بڑی حکمتیں اور اسرار اس میں ہیں۔ اس لئے کہ جب حضور ﷺ نے ان کو اپنے سامان کی فروختگی میں نہایت مشغول پایا تو آپ ﷺ کو اس میں انہماک اور ان کی توجہ الی اللہ کی کمی کا بظاہر خوف ہوا اس لئے اول کولی بھری کہ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ تلبس رجوع الی اللہ کا ذریعہ ظاہر ہے اور پھر تنبیہ کے طور پر ارشاد فرمایا کہ "اس غلام کا کوئی خریدار ہے" اس لئے کہ جو شخص غیر اللہ میں اس قدر مشغول ہو وہ گویا اپنی

خواہشات کا غلام ہے لیکن حضور ﷺ کے ساتھ اس تلبس سے انابت الی اللہ یعنی اللہ کی طرف توجہ تام حاصل ہو چکی تھی۔ اس لئے حضور ﷺ نے پھر ان کو مژدہ سنایا کہ اللہ کے نزدیک تم کم قیمت نہیں ہو بلکہ بیش قیمت ہو" (۴۱)۔

۴۔ حضورِ اکرم ﷺ کے وصال کے ذکر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کہ "جس روز حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے تھے مدینہ کی ہر چیز منور اور روشن بن گئی تھی اور جس دن حضور ﷺ کا وصال ہوا ہے مدینہ کی ہر چیز تاریک بن گئی تھی۔ ہم لوگ حضور ﷺ کے وصال کے بعد مٹی سے ہاتھ بھی جھاڑنے نہ پائے تھے کہ ہم نے اپنے قلوب میں تغیر پایا"۔ شیخ الحدیث نے اس حدیث کی اشاری شرح کی ہے جس میں فیضِ صحبتِ شیخ کے اثرات کو ثابت کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں یہ مطلب نہیں کہ کسی قسم کا اعمال وعقائد میں تغیر ہو گیا تھا بلکہ فیض صحبت اور مشاہدہ ذات کے انوار جو ہر وقت مشاہدہ ہوتے تھے وہ حاصل نہ رہے تھے۔ چنانچہ اب بھی سالکین کو مشائخ کے یہاں کی حاضری اور غیبت میں انوار کا بین فرق محسوس ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان انوار کے حاصل کرنے کیلئے اب مجاہدات ذکر کی کثرت اور مراقبہ کا اہتمام کرایا جاتا ہے اور اس وقت کسی چیز کی بھی ضرورت نہ تھی جمال جہاں آرا کی زیارت ہی سیکڑوں جلووں سے زیادہ تھی اور ایمان واحسان کی اس انتہائی نسبت کو پیدا کرنے والی تھی جو سیکڑوں مجاہدوں سے بھی پیدا نہیں ہوتی" (۴۲)۔

شرح کا ادبی پہلو

شمائل حبیب ﷺ کا لکھنا پڑھنا ہر مسلمان کے لئے نہایت خوشگوار اور محبت آمیز مشغلہ ہے۔ اس کا بھرپور اظہار خصائل نبوی کے ادبیانہ اسلوب کی صورت میں ملتا ہے۔ مثلاً:

۱۔ حضور ﷺ کے حلیہ مبارک کے بیان میں شیخ الحدیث صاحب لکھتے ہیں کہ "حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا امت پر نہایت بڑا احسان ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے کمالات، معنوی علوم ومعارف کے ساتھ ساتھ کمالات ظاہری حسن وجمال کی بھی امت تک تبلیغ فرمائی کہ یہ منم وخیال یارے کے لئے معین ومددگار ہوتا ہے۔ نامراد عاشق جب وصال سے محروم ہوتا ہے تو محبوب کے گھر بار، خد وخال کو یاد کر کے اپنے کو تسلی دیا کرتا ہے" (۴۳)

۲۔ آپ ﷺ کے حلیہ مبارک کے کمال حسن کے تذکرہ کے آخر میں لکھتے ہیں کہ "جیسے آپ جمال معنوی میں منتہی پر تھے ایسے ہی جمال ظاہری میں بھی انتہاء پر تھے (۴۴)۔

۳۔ آنحضرت ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے حضرت شیخ رحمہ اللہ نے محبت بھرے اشعار کا سہارا بھی لیا ہے۔ مثلاً حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت جس میں وہ آپ ﷺ کا چاند سے بھی زیادہ حسین وجمیل ہونا بیان فرماتے ہیں، ذکر کرنے کے بعد حضرت شیخ رحمہ اللہ نے یہ شعر لکھا ہے:

دیر وحرم میں روشنی شمس وقمر سے ہو تو کیا — مجھ کو تو تم پسند ہو اپنی نظر کو کیا کروں (۴۵)

اللہ کے حبیب ﷺ کے جمال وکمال کے ذکر میں یہ شعر لکھا ہے:

داماں نگہ تنگ وگل حسن تو بسیار — گلچیں بہار تو ز داماں گلہ دارد (۴۶)

۴۔ آپ ﷺ کی صحبت اور دیدار کے فیوض وبرکات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "جمال جہاں آرا کی زیارت ہی سینکڑوں جلووں سے زیادہ اور ایمان واحسان کی اس انتہائی نسبت کو پیدا کرنے والی تھی جو سینکڑوں مجاہدوں سے بھی پیدا نہیں ہوتی "(۴۷) غرض اس طرح کی تحریریں جن میں محبت اور ادب کی چاشنی جھلکتی ہو جگہ جگہ نظر آتی ہیں۔

مختلف موضوعات سے متعلق مآخذ کی نشاندہی

شیخ الحدیث صاحب نے اس کتاب میں کافی اختصار سے کام لیا ہے۔ اس کتاب میں جو مضامین اختصار کی وجہ بالکل

ذکر ہی نہیں کیے یا بہت مختصر ذکر کیے ہیں ان کے تفصیلی مطالعہ کے لئے ان کتب کا حوالہ لکھ دیا ہے جہاں وہ مفصل مل سکتے ہیں تاکہ محققین کو تلاش میں سہولت رہے۔ مثلا:

۱. گناہ کبیرہ پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں "اس میں اختلاف ہے کہ کبیرہ گناہ کتنے ہیں؟ علماء نے مستقل تصانیف ان میں تحریر فرمائی ہیں۔ علامہ ذہبی کی ایک کتاب اس مضمون میں مستقل ہے جس میں چار سو کبیرہ گناہ گنوائے ہیں۔ علامہ ابن حجر مکی نے بھی دو جلدوں میں کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ ملا علی قاری نے شرح الشمائل میں مشہور کبائر کو گنوایا ہے۔ مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ شریف کے شروع میں کبائر کا مستقل باب ہے(۴۸) ۔

۲. باب ما جاء فی نعل رسول اللہ ﷺ (حضور ﷺ کے نعل (جوتا) شریف کے ذکر میں) کے آغاز میں حضور اقدس ﷺ کے نعلین شریفین کے نقشہ اور اس کے برکات و فضائل کی تفصیل کے لیے مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے رسالہ "زادالسعید" کا حوالہ دیا گیا ہے(۴۹)۔

۳۔ باب ما جاء فی عبادۃ رسول اللہ ﷺ میں جہاں تراویح بیس ہونے اور صلوۃ اللیل اور قیام رمضان الگ الگ ہونے کی گفتگو فرمائی ہے، وہیں مزید تفصیل کے لیے مولانا رشید احمد گنگوہی کے رسالہ "الرأی النجیح" کا حوالہ بھی دیا ہے(۵۰)۔

مختصراً یہ کہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی کی خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی میں ہمہ جہت موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ یہ موضوعات حدیث کی شرح، سیرت طیبہ سے متعلق واقعات، شمائل وعادات رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حدیث کی ظاہری و اشاری تشریحات اور کلامیات سیرت سے متعلق مباحث پر مشتمل ہے۔ ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ یہ کتاب برصغیر کے سیرتی ادب میں اپنی نوعیت کی اہم اور منفرد کتاب ہے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) ابن منظور الافریقی، لسان العرب، دار صادر، بیروت، ج ۱۱، ص ۳۶۹۔

(۲) محمد زکریا، مولانا، شیخ الحدیث، یاد ایام، مکتبہ رشیدیہ ۵۹/۱

(۳) ایضا، ۱۲-۱۰۔

(۴) آپ بیتی، ص ۷۰/۱۔

(۵) ایضا، ۹۲/۱۔

(۶) ایضا، ص ۶۱-۶۹

(۷) مؤلف (امام ترمذیؒ) نے کتاب الشمائل کو تقریباً پچپن ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ کتاب کے ابواب پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نبی ﷺ کی زندگی کے ہر گوشے کو سامنے لانا چاہتے ہیں چنانچہ ہر باب میں آپ ﷺ کی پاکیزہ عادات و صفات میں سے ایک کا بیان کرتے ہیں۔

(۸) عربی کا یہ حاشیہ "خصائل نبوی" مکتبۃ الشیخ بہادر آباد کراچی کے مطبوعہ نسخہ میں اردو شرح کے ساتھ ہی طبع ہے۔ ص ۸۵، حاشیہ نمبر ۱۔

(۹) خصائل نبوی، ص ۵۔

(۱۰) النقی کی وضاحت میں لکھتے ہیں بفتح نون و کسر قاف و تشدید تحتیة یقال له بالفارسية "میده "الحواری مدرج من الراوی فی تفسير اللفظ وهو بضم الحاء المهملة و تشديد الواو و فتح الراء فی اخره الف مقصوره ما حواری بيض من الدقيق بنخله مرارا ماخوذ من التحوير وهو التبييض و اخطاء من زعم تشديد الياء ''مناخل'' جمع منخل بضم الميم و الخاء و تنسخ الخاء لغة اسم آلة على خلاف القياس۔ ایضا، ص ۸۵

(۱۱) مثلا "فقال سهل "کے ذیل میں وضاحت فرماتے ہیں، (سهل بالسين المهملة ای ابن سعد المذكور فما فی بعض النسخ بلفظ مهمل تصحيف ، باب هكذا فی النسخ الموجودة و زيد فی الترجمة فی بعض النسخ و ما اكل من الالوان كما حكاه القاری عن بعض النسخ المصححه) ایضا، ص ۸۵، حاشیہ نمبر ۰۸، ص ۸۷، حاشیہ نمبر ۳۔ مزید مثالوں کے لئے ملاحظہ ہو، ص ۱۴۴، ۱۴۳ کا عربی حاشیہ

(۱۲) ملاحظہ مثلا صفحہ ۱۲ حاشیہ ا، ص ۶۱ حاشیہ ا۔

(۱۳) مثلاً "الشیخ" اور "الحافظ" کی وضاحت میں لکھتے ہیں: الشيخ من كان استاذا كاملاً فی فن يصح ان يقتدى به ولو كان شاها و لا يختص بسن دون سن هو مصدر شاخ يشيخ حمل عليه مبالغة او صفة على ذنة سيد فخفف قاله المناوی - و الحافظ فی اصطلاحهم من احاط علمه بمأة الف حديث متنا و سنداً و هو احد المراتب الخمسة المحدثين اولها الطالب و هو المبتدى ثم المحدث وهو من تحمل روايته ثم الحافظ وقد ذكر ثم الحجة وهو من احاط بثلاث مأة حديث ثم الحاكم وهو من احاط بجميع الاحاديث المروية (ایضا، ص ۴، مزید مثالوں کے لئے ملاحظہ: ص ۸۶ حاشیہ ۳، ص ۸۷ حاشیہ ۸)۔

(۱۴) خصائل نبوی، باب ماجاء فی خلق رسول الله ﷺ ، ص: ۶۔

(۱۵) خصائل نبوی، ص ۵

(۱۶) ایضا، ص ۴

(۱۷) ایضا، ص ۴

(۱۸) بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ مِغْفَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ ص ۶۷، ۶۶۔

(۱۹) بَابُ مَا جَاءَ فِي مِشْيَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ ص ۱۰۳۔

(۲۰) بَابُ مَا جَاءَ فِي كُحْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ ص ۵۰

(۲۱) خصائل نبوی اردو بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ سَيْفِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ ص ۶۴۔

(۲۲) بَابُ مَا جَاءَ فِي لِبَاسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ ص ۶۰۔ (عَنْ عُرْوَةَ --لَبِسَ جُبَّةً رُومِيَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ)

(۲۳) ایضا، ص۔ ۸۶۔

(۲۴) ایضا صفحہ ۵ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیہ مبارک کا بیان)

(۲۵) ایضا، ص ۶

(۲۶) ایضا ص ۷

(۲۷) بَابُ مَا جَاءَ فِي خِضَابِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ص ۴۸

(۲۸) خصائل نبوی، ص۱۲۱

(۲۹) کان رسول اللہ صلي اللہ علیہ وسلم متواصل الاحزان دائم الفکرۃ" باب کیف کان کلام رسول اللہﷺ،ایضا، ص ۱۱۹،۱۸۸۔

(۳۰) ایضا، ص۱۲۱

(۳۱) بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ۔ص۸۸۔

(۳۲) ایضا، ص ۴۵

(۳۳) ایضا، ص ۳۶

(۳۴) ایضا، ص۱۰۱، ۱۰۰، ۹۸، ۸۸

(۳۵) ایضا، ص۲۵۱تا۲۵۳

(۳۶) ایضا، صفحہ ۵

(۳۷) ملاحظہ ہو: باب کیف کان کلام ﷺ کے ذیل میں ہند بن ابی ہالہ کی روایت۔خصائل، ص۱۱۹

(۳۸) ایضا،باب ما جآء فی ضحک ﷺ، ص:۱۲۱

(۳۹) ایضاً

(۴۰) ایضا،باب ماجاء فی صفۃ مزاح رسول اللہ ﷺ ، ص۱۲۸۔

(۴۱) ایضا، ص۱۲۹۔

(۴۲) باب ماجاء فی وفات رسول اللہ ﷺ ، ص ۲۴۴۔

(۴۳) ایضا، ص ۴

(۴۴) ایضا، ص ۱۵

(۴۵) دیکھئے: باب ما جاء فی خلق رسول اللہ ﷺ،حدیث نمبر۹، ص ۱۳

(۴۶) ایضا، ص ۱۵

(۴۷) ایضا، ص ۲۴۴

(۴۸) ایضا، ص ۱۱۰۔۱۱

(۴۹) ایضا،باب ما جاء فی نعل رسول اللہ ﷺ ، ص ۴۶

(۵۰) ایضا،باب ما جاء فی عبادۃ رسول اللہ ﷺ،حدیث نمبر۱۰، ص۱۵۹

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆